دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

3

الایمان

ذی القعدہ1434ھ مطابق ستمبر 2013ء

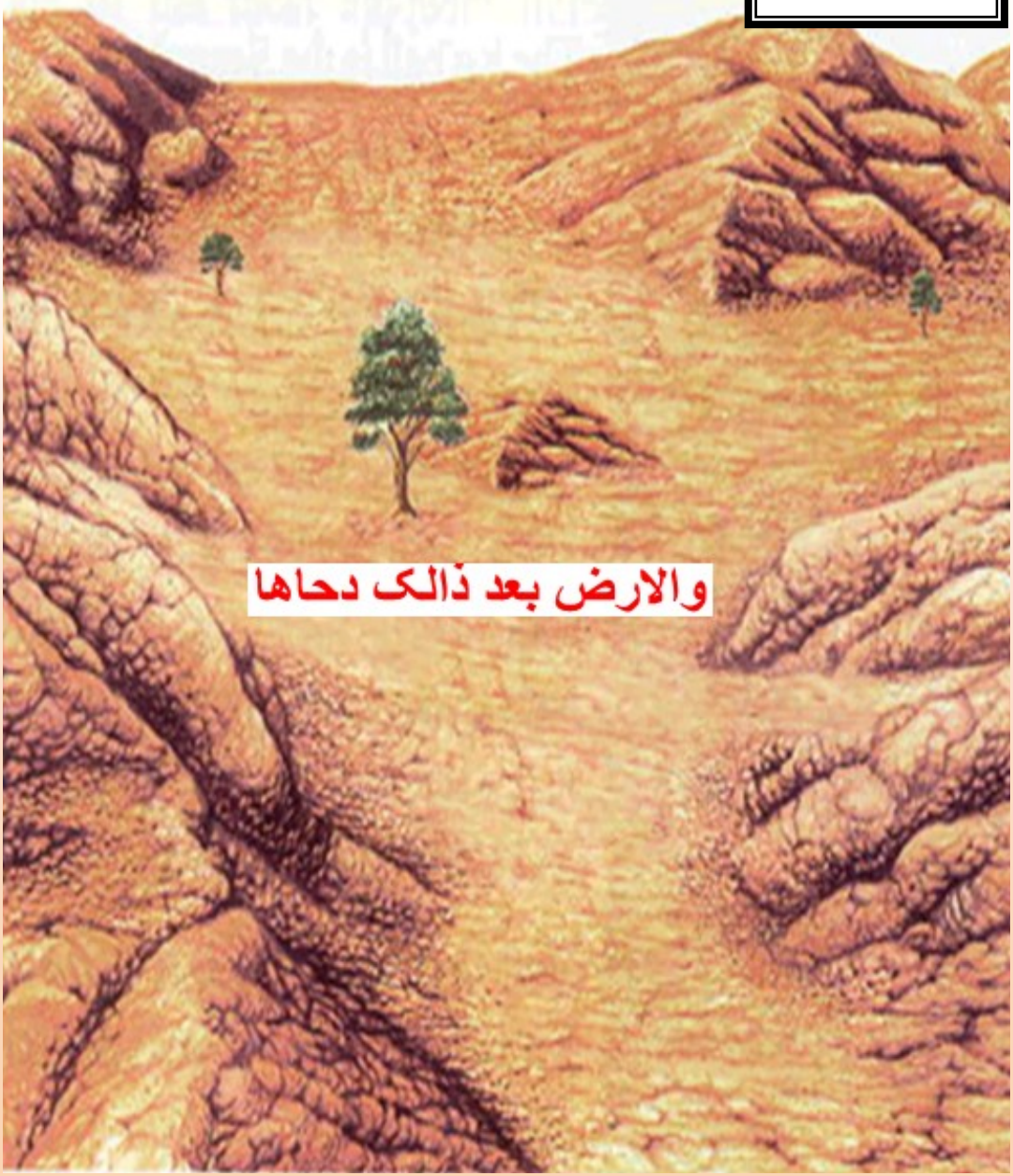

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

* علم تجوید

* عدل الٰہی

* روز دحوالارض

* حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حالات زندگی

* واجبات نماز

* حوصلہ افزائی اور انعام کے بچے کی تربیت پر اثرات

* اولاد کی تربیت میں محبت کے اثرات

وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان

رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

آؤقرآن سیکھیں (علم تجوید)

تجوید کے شعبے

علم تجوید میں مختلف قسم کے مسائل سے بحث کی جاتی ھے۔ کبھی قرآن کے جدا حروف کے بارے میں دیکھا جاتا ھے کہ ان کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ھے، کبھی مرکب الفاظ کی ادائیگی کے بارے میں گفتگو ھوتی ھے اور کبھی پورے پورے جملے کے بارے میں بحث ھوتی ھے کہ اس کے ادا کرنے میں وقف و وصل کے اصول کیا ھوں گے اور انھیں کس طرح ادا کیا جائے گا۔ تجوید کے مسائل سے باخبر ھونے کے لئے ان تمام انواع واقسام پر نظر کرنا ھوگی اور ان سے باقاعدہ طور پر واقفیت پیدا کرنا ھوگی۔

اقسام حروف

حروف تہجی کی انداز، ادائیگی، احکام اور کیفیات کے اعتبار سے مختلف قسمیں ھیں۔

1-حروف مد : واو، ی، الف۔ ان حروف کو اس وقت حروف مد کھا جاتا ھے جب " واؤ " سے پھلے پیش " الف" سے پھلے زبر اور " ی" سے پھلے زیر ھو اور اس کے بعد ھمزہ یا کوئی ساکن حرف ھو جیسے سوء۔ غفور۔ جآء۔ صآد۔ جیٓء (ج ی ء) **جیّم وغیرہ** ۔ بعد کے ھمزہ یا حرف ساکن کو سبب کھتے ھیں۔ مد کے معنی آواز کے کھینچنے کے ھیں۔

2-حروف لین : "واو" اور " ی" سے پھلے زیر ھو تو ان دونوں کو حروف لین کھتے ھیں۔ "لین" کے معنی ھیں نرمی۔ ان حالات میں یہ دونوں حروف، مد کو آسانی سے قبول کر لیتے ھیں جیسے خوفٌ۔ طیر۔ اگر حرف لین کے بعد کوئی حرف ساکن بھی ھے تو اس حرف پر مد لگانا ضروری ھے جیسے **کھیٰعٓصٓ (کآف ھا یا عین صاد)** کہ اس کلمہ میں مثلاً عین کی " ی " لین ھے اور اس کے بعد نون ساکن ھے جس کی بنا پر عین کی " ی " کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ھے۔

3-حروف شمسی: وہ حروف ھیں جن سے پھلے اگر الف " لام آجائے تو ملا کر پڑھنے میں ساقط ھو جاتا ھے جیسے ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن، ۔ ملا کر پڑھتے وقت ان کا الف لام ساقط ھو جاتا ھے جیسے والطور۔ و الشّمس، والتین وغیرہ۔

4-حروف قمری : وہ حروف ھیں جن کے پھلے الف لام آجائے تو ملانے میں بھی پڑھا جاتا ھے مگر الف نھیں پڑھا جاتا جیسے ا، ب، ج، ح، غ، ف، ق، ك، م۔ و۔ ھ ، ی۔ کہ انکو ملا کر پڑھنے میں لام ساقط نھیں ھوتا جیسے والقمر، و الکاظمین، والمجاھیلن، والخیل واللیل وغیرہ۔

عدل الٰہی

خداوند عالم عادل ہے یعنی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس سے کوئی بُرا کام صادر نہیں ہوتا بلکہ اس کے تمام کاموں میں حکمت اور مصلحت پائی جاتی ہے۔ اچھے کام کرنے والوں کو بہترین جزا دے گا۔ اس ذات سے جھوٹ اور وعدہ خلافی ممکن نہیں۔ اس بات کو ثابت کرنے کیلئے دو دلیل پیش خدمت ہیں۔

پہلی دلیل: جو شخص ظلم کرتا ہے یا برے کام کو انجام دیتا ہے اس کی صرف تین صورتیں پائی جاتی ہیں: (۱) یا وہ اس کام کی اچھائی اور برائی سے واقف نہیں ہے اس وجہ سے ظلم و زیادتی کرتا ہے۔ (۲) یا وہ اس کام کی اچھائی اور برائی سے واقف و آگاہ ہے لیکن جو چیزیں دوسروں کے ہاتھوں میں دیکھتا ہے چونکہ اس کے پاس وہ شی نہیں ہوتی اس لئے اس کو لینے کے لئے ان پر ظلم کرتا ہے تاکہ ان کے اموال کو لے کر فائدہ اٹھائے اپنے عیب و نقص کو پورا کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں پر ستم کرتا ہے اور ان کے حقوق کو ضائع کرتا ہے اور خود طاقتور ہے اس لئے کمزوروں اور مجبوروں پر ظلم کرتا ہے (۳) یا ظلم و زیادتی سے آگاہی رکھتا ہے اس کو ان کی ضرورت بھی نہیں ہے، بلکہ انتقام اور بدلہ یا لھو و لعب کے لئے ایسا کام انجام دیتا ہے۔ عموماً ہر ظلم و ستم کرنے والے انھیں اسباب کی وجہ سے ان کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن خداوند عالم کی ذات اس سے منزہ اور پاکیزہ ہے، وہ ظلم و ستم نہیں کرتا اس لئے کہ جھالت و نادانی اس کے لئے قابل تصور نہیں ہے، اور وہ تمام چیزوں کی اچھائی اور برائی کی مصلحتوں سے خوب واقف ہے وہ ہر چیز سے مطلقاً بے نیاز ہے، اس کو کسی کام اور کسی چیز کی ضرورت و حاجت نھیں ہے، اس سے لغو و بے ہودہ کام بھی صادر نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حکیم ہے در نتیجہ اس کے پاس صرف عدالت ہی عدالت موجود ہے ظلم و ستم کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

دوسری دلیل: ہماری عقل، ظلم و ستم کو ناپسند اور برا سمجھتی ہے اور تمام عقلمندوں کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ خداوند عالم نے اپنے بھیجے ہوئے انبیاء کو بھی لوگوں پر ظلم و ستم کرنے سے منع فرمایا ہے، اس بناء پر کیسے ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو تمام عقلمند افراد برا اور ناپسند کریں خالق عقل ان کو انجام دے ؟ !البتہ تمام انسان برابر نہیں ہیں، فقیر و غنی، بد صورت و خوبصورت، خوش فہم و نا فہم، تندرست و بیمار وغیرہ یہ تمام کی تمام چیزیں بعض اسباب اور علتوں کی بناء پر انسان کے اوپر عارض ہوتی ہیں جس سے فرار اور چھٹکارا ممکن ہے، کبھی یہ اسباب طبعی علتوں کی بنیاد پر اور کبھی خود انسان ان میں دخالت رکھتا ہے لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود خدا کے فیض کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہر شخص اپنی استعداد و استطاعت کے مطابق اس سے فیض حاصل کرتا ہے۔ خداوند عالم کسی بھی شخص کو اس کی قدرت و طاقت سے زیادہ تکلیف و ذمہ داری نہیں دیتا۔ انسان کی کوشش اور محنت کبھی رائگاں نہیں ہوتی، ہر فرد کی ترقی کے لئے تمام حالات و شرائط میں راستے کھلے ہوئے ہیں۔ (ماخذ: سبھی کے جاننے کی باتیں، آیت اللہ ابراھیم امینی)

روز دحوالارض

ماہ ذی العقد کی 25 تاریخ کو روز دحوالارض کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی شب کو فضیلت والی شبوں میں شمار کیا گیا ہے اس دن خانہ کعبہ کے نیچے سے پانی پر زمین بچھائی گئی۔اس دن رحمت خدا نازل ہوتی ہے۔اس رات میں عبادت کرنا بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے

امام رضا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "آج کی رات حضرت ابراہیم و حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور آج کی رات زمین کعبہ کے نیچے سے بچھائی گئی اور جو شخص اس روز روزہ رکھے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے ساٹھ مہینہ تک روزے رکھے"۔

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے کہ یہ دن حضرت امام زمانہ قائم (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور و قیام کا دن بھی ہے۔

یہ ان چار دنوں میں سے ایک دن ہے جو روزہ کی فضیلت کے لحاظ سے ممتاز دن ہے اور روایت میں ہے کہ اس دن کا روزہ ستر سال کے روزے کے برابر ہے اور ستر سال کا کفارہ ہے اور جو شخص اس دن روزہ رکھے اور اس رات عبادت میں رہے اس کے لئے سو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور اس دن جو کچھ بھی زمین و آسمان کی خلقت میں وجود رکھتا ہے اس روزہ دار کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

یہ وہ دن ہے جس دن رحمت خدا پھیلا دی جاتی ہے اس دن کی عبادت اور ذکر خدا کے لئے اجتماع کا بے حد ثواب ہے۔اس دن کے لئے روزہ، عبادت، ذکر خدا اور غسل کے علاوہ دو عمل وارد ہوئے ہیں:

۱: نماز جو دو رکعت وارد ہوئی ہے، چاشت کے وقت ہر رکعت میں حمد کے بعد پانچ مرتبہ سورہ والشّمس پڑھے اور سلام نماز کے بعد پڑھے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" پھر دعا کرے باقی اعمال کے لئے دیکھئے مفاتیح الجنان صفحہ 451

۲: اس روز زیارت امام علی رضا مستحب ہے۔اور وہ زیارت جو اول رجب میں پڑھی جاتی ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حالات زندگی

ولادت باسعادت:

آپ بتاریخ ۱۱ ذی قعدہ ۱۵۳ھ یوم پنجشنبہ بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے۔

نام، کنیت، القاب:

آپ کے والد ماجد حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے لوح محفوظ کے مطابق اور تعیین رسول ص کے موافق آپ کو "اسم علی" سے موسوم فرمایا، آپ آل محمد، میں تیسرے "علی" ہیں (اعلام الوری ص ۲۲۵)۔

آپ کی کنیت ابوالحسن اور آپ کے القاب صابر، زکی، ولی، رضی، وصی تھے اور مشہور ترین لقب رضا تھا (نور الابصار ص ۱۲۸ و تذکرۃ خواص الامۃ ص ۱۹۸) ۔

تربیت:

آپ کی نشو ونما اور تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے زیر سایہ ہوئی اور اسی مقدس ماحول میں بچپنے اور جوانی کی منزلیں طے ہوئیں اور ۳۰ برس کی عمر پوری ہوئی اگرچہ آخری چند سال اس مدت کے وہ تھے جب امام موسی کاظم علیہ اسلام عراق میں قید و بند کی سختیاں برداشت کر رہے تھے مگر اس سے پہلے ۲۴ یا ۲۵ برس آپ کو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔

اخلاق و عادات اور شمائل و خصائل:

آپ کے اخلاق و عادات اور شمائل و خصائل کا لکھنا اس لیے دشوار ہے کہ وہ بے شمار ہیں۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے کبھی کسی شخص کے ساتھ گفتگو میں سختی نہیں کی اور کبھی کسی کی بات کو قطع نہیں فرمایا۔ آپ کے مکارم عادات سے تھا کہ جب بات کرنے والا اپنی بات ختم کر لیتا تھا تب اپنی طرف سے آغاز کلام فرماتے تھے کسی کی حاجت روائی اور کام نکالنے میں حتی المقدور دریغ نہ فرماتے ، کبھی ہمنشین کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے اور نہ اہل محفل کے روبرو تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے کبھی اپنے غلاموں کو گالی نہ دی اور کبھی کسی نے آپ کو تھوکتے اور ناک صاف کرتے نہیں دیکھا، آپ قہقہہ لگا کر ہر گز نہیں ہنستے تھے خندہ زنی کے موقع پر آپ تبسم فرمایا کرتے تھے محاسن اخلاق اور تواضع وانکساری کی یہ حالت تھی کہ دستر خوان پر سائیس اور دربان تک کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے، راتوں کو بہت کم سوتے

اوراکثر راتوں کوشام سے صبح تک شب بیداری کرتے تھے اکثراوقات روزے سے ہوتے تھے مگرہر مہینے کے تین روزے توآپ سے کبھی قضانہیں ہوئے ارشادفرماتے تھے کہ ہر ماہ میں کم از کم تین روزے رکھ لینا ایسا ہے جیسے کوئی ہمیشہ روزے سے رہے۔

آپ کثرت سے خیرات کیا کرتے تھے اوراکثررات کی تاریکی میں یہ کام کیا کرتے تھے۔ موسم گرمامیں آپ کافرش جس پرآپ بیٹھ کرفتوی دیتے یامسائل بیان کیا کرتے بوریا ہوتا تھااور سرمامیں کمبل۔ آپ کا یہی طرزاس وقت بھی رہا جب آپ ولی عہد حکومت تھے آپ کالباس گھرمیں موٹااور خشن ہوتا تھا اور طعنوں سے بچنے کے لیے باہرآپ اچھالباس پہنتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہاکہ حضوراتنا عمدہ لباس کیوں استعمال فرماتے ہیں آپ نے اندرکا پیراہن دکھلا کرفرمایااچھالباس دنیاوالوں کے لیے اور کمبل کا پیراہن خداکے لیے ہے۔ (نورالابصارص ۳۹،۳۸) ۔

کلمات قصار

امام رضا (ع) کے حکمت آمیز کلمات قصار چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح حکمتوں سے پُر ہیں :

1۔امام رضا (ع) کا فرمان ہے :''لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے ''۔ (بحارالانوار، جلد ۷۸ صفحہ ۳۳۵)

2۔امام رضا (ع) فرماتے ہیں :''مومن، مومن کا سگا بھائی ہے ،ملعون ہے ملعون ہے جس نے اپنے بھائی پر الزام لگایا ملعون ہے ، ملعون ہے جس نے اپنے بھائی کو دھوکہ دیا ، ملعون ہے ،ملعون ہے جس نے اپنے بھائی کو نصیحت نہیں کی ،ملعون ہے ملعون ہے جس نے اپنے بھائی کے اسرار سے پردہ اٹھایا ،ملعون ہے ملعون ہے جس نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے ''۔ (وسائل الشیعہ ،جلد ۸ صفحہ ۵۶۳)

۳۔امام رضا (ع) فرماتے ہیں :''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں عافیت کے دس جزء ہوں گے جس میں نو حصے لوگوں سے الگ رہنے میں ہوں گے اور ایک حصہ خاموشی میں ہو گا ''۔ (تحف العقول، صفحہ ۴۴۶)

۴۔امام رضا (ع) فرماتے ہیں :''بخیل کے لئے چین و سکون نہیں ہے اور نہ ہی حسود کے لئے لذت ہے ، ملول رنجیدہ شخص کے لئے وفا نہیں ہے اور جھوٹے کے لئے مروّت نہیں ہے ''۔ (تحف العقول، صفحہ ۴۴۶)

۵۔امام رضا (ع) فرماتے ہیں :''جس نے مومن کو خوش کیا خدا قیامت کے دن اُس کو خوشحال کرے گا''۔ (وسائل الشیعہ، جلد ۱۲ صفحہ ۵۸۷)

واجبات نماز

گزشتہ شمارے میں نیت اور تکبیرہ الاحرام کے بارے میں سوالات کے جوابات دیے گے اب قرائت کے بارے میں سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

قرائت

تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد کی قرائت کرو (اور اس کے بعد کسی دوسرے سورۃ کی کامل قرائت کرو)۔اس میں کسی قسم کی بھول چوک نہیں ہونی چاہیے اور سورۃ توبہ کے علاوہ ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے جیساکہ قرآن مجید میں حکم ہے۔

سوال: اگر سورہ حمد کے بعد دوسرا سورہ پڑھنے کے لئے وقت میں گنجائش نہ ہو تو؟

جواب: دوسرے سورہ کو نہ پڑھو، اور صرف سورہ الحمد کی قرائت کرو، اسی طرح اگر تم مریض ہو اور دوسرے سورہ کو پڑھنے کی قوت نہیں رکھتے یا کسی چیز کا خوف ہو یا نماز جماعت میں جب امام دوسری یا تیسری رکعت میں ہو اور آپ کی پہلی یا دوسری رکعت ہو اب اگر آپ الحمد کے ساتھ دوسرا سورہ پڑھیں تو پیچھے رہ جانے کا خوف ہو تو دوسرے سورہ کو ترک کر سکتے ہو۔

سوال: دونوں سورتوں (الحمد اور اسکے بعد پڑھی جانیوالی سورۃ) کو کس طرح پڑھیں؟

جواب: مرد پر نماز صبح اور مغرب وعشاء میں دونوں سورتوں کا باآواز بلند پڑھنا واجب ہے اور نماز ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جبکہ عورت کیلئے یہ واجب نہیں ہے۔

سوال: نماز میں بلند آواز اور آہستہ دونوں سورتوں کو پڑھنے کا حکم اگر معلوم نہ ہو یا بھول کر دونوں سورتوں کو یا ان میں سے کچھ کو بلند آواز میں پڑھ لیا اور کچھ کو آہستہ آواز میں یعنی حکم کے خلاف کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز صحیح ہے۔

سوال: تیسری اور چوتھی رکعت میں کیا پڑھا جائے؟

جواب: تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ حمد اور تسبیحات اربعہ پڑھنے کے درمیان اختیار ہے، چاہے جو پڑھیں، دونوں حالتوں میں آواز آہستہ ہو یعنی سورہ الحمد یا تسبیحات اربعہ کو آہستہ پڑھیں۔

سوال: تسبیحات اربعہ کیا ہیں؟

جواب: تسبیحات اربعہ **یعنی" سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُللهِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ "** کہنا ۔ تین مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔

سوال: کیا قرائت میں اس کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہے؟

جواب: جی ہاں قرائت کرتے وقت آپ کلمات کو حرکت (حرکت سے مراد یہاں زیر، زبر اور پیش وغیرہ ہیں) دیں یا کلمات کے آخر میں جو حرکت ہے اس کو اسی کے اعتبار سے ادا کریں پس اگر کلمات کے آخری حروف ساکن ہیں تو حرکت مت لگائیں اور جب آپ کو کسی کلمہ پر وقف کرنا ہو تو اس کے آخری حروف کو ساکن کر دیں۔

نماز میں ہماری قرائت زیادہ صحیح اور صاف ہونی چاہئے اس کے لئے ہم کسی ایسے شخص کے سامنے نماز پڑہیں جس کی نماز صحیح اور بہتر ہو، تاکہ وہ ہماری قرائت اور نماز کو درست اور صحیح کر دے، اگر ہم پر یہ چیز مشکل ہو تو کم از کم دونوں (سورتوں سورہ الحمد اور اس کے بعد والے سورہ کی قرائت) میں دقت نظر سے کام لیتے ہوئے مشہور قاریوں میں سے کسی ایک کے طریقے کے مطابق قرائت کریں، تاکہ ہماری غلطی معلوم ہو جائے اگر غلطی معلوم ہو جائے تو اس کو صحیح کر لیں۔ (جاری)

حوصلہ افزائی اور انعام کے بچے کی تربیت پر اثرات

حوصلہ افزائی اور انعام کے بچے کی تربیت پر بڑے گہرے اثرات مترتب ہوتے ہیں ۔یہ اثرات مثبت اور منفی ہر دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ہم ان میں سے ہر ایک کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

(الف) بچے کو شاباش دینا اور اسکے اثرات :

تربیت کا ایک ذریعہ بچے کے اچھے کاموں پر اس کی تعریف اور حوصلہ افزائی ہے۔ بچے کی حوصلہ افزائی اس کی تربیت کا بہترین اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ یہ بچے کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے اور اسے اچھا بننے کی ترغیب دلاتی ہے۔ ہر انسان اپنی ذات سے محبت کرتا ہے اور اپنی شخصیت کی تکمیل چاہتا ہے اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کی شخصیت سے آگاہ ہوں ، اس کی قدر و قیمت پہچانیں اور اس کا شکریہ ادا کریں ،اگر اس کی حوصلہ افزائی کی گئی تو پھر اس کا رجحان اچھائی کی طرف اور بڑھے گا اور وہ تکامل کے راستے پر گامزن ہوگا، لیکن اگر اس کے برعکس اس کی حوصلہ شکنی کی گئی تو وہ نیکی اور اچھائی سے دور بھاگے گا۔ حوصلہ افزائی کرنے سے اچھے نتائج کے حصول کے لیے چند باتوں کی یاددہانی ضروری ہے

1- اس کی حوصلہ افزائی کبھی کبھی اور بڑے کاموں پر کی جانی چاہیے ، نہ یہ کہ ہمیشہ اور ہر کام پر کیوں کہ اگر ایسا کیا گیا تو بچے کی نظر میں حوصلہ افزائی اپنی اہمیت کھو بیٹھے گی۔

2- اس کی حوصلہ افزائی کسی خاص مقام پر ہونی چاہیے تا کہ وہ یہ سمجھ سکے کہ اس کو شاباش کس لیے دی جارہی ہے۔ لہٰذا وہ دوسرے مقام پر بھی اسی طرح کے شائستہ طرز عمل کا مظاہرہ کرے گا۔ ویسے ہی عمومی طور پر اس کی حوصلہ افزائی فائدہ مند نہیں ہو سکتی مثلاً اگر بچے کو اس لیے شاباش دی جائے کہ وہ ایک اچھا بچہ ہے تو اس حوصلہ افزائی کا کوئی خاص نتیجہ نہیں ہوگا اور بچے کو یہ معلوم ہی نہیں ہوسکے گا کہ اس کو کیوں شاباش دی جارہی ہے ۔

3- یہ بھی ضروری ہے کہ بچے کے اچھے کام یا اخلاق کی تعریف کرنا چاہیے نہ کہ خود بچے کی تا کہ وہ یہ بات اچھی طرح سمجھ سکے کہ اہمیّت اچھے کام کی ہے نہ کہ کسی شخص کی، اور ہر آدمی کی اہمیّت اس کے اچھے کام کی وجہ سے ہے ۔

4- بچے کی حوصلہ افزائی کرتے وقت اس کا دوسرے بچوں کے ساتھ مقابلہ نہ کریں مثلاً باپ کا اپنے بچے سے یہ کہنا اچھا نہیں ہے کہ تجھ پر آفرین کہ تم ایک سچے بچے ہو اور حسن کی طرح جھوٹے نہیں ہو۔ حسن برا بچہ ہے کیوں کہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایسا کرنے سے بچہ دوسرے بچے کو حقیر سمجھے گا اور یہ بھی بذات خود ایک بری تربیت ہے۔

5- شاباش اور حوصلہ افزائی حد سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ممکن ہے اس سے بچہ معزور اور خود بین ہو جائے۔

(ب) بچے کو انعام دینا اور اسکے اثرات:

تعلیم و تربیت کا ایک اور وسیلہ انعام دینا ہے۔ انعام دینا بری بات نہیں ہے بشرطیکہ غیر متوقع ہو پہلے کسی کیئے گے وعدہ کی وجہ سے نہ دیا جائے اور اچھا کام کرنے پر دیا جائے۔ پہلے سے اگر انعام کا وعدہ کر دیا جائے تو یہ بچے میں برے اثرات مترتب کرے گا کیونکہ ممکن ہے ایسا کرنے سے بچہ اس بات کا عادی ہو جائے کہ وہ ہر نیک کام کے مقابلے میں انعام کا منتظر رہے۔

انسان کو نیک کاموں کا عادی ہونا چاہیے اور وہ خدا کی رضا اور بندگان خدا کی خدمت کے لیے ہر کام انجام دے۔ نہ یہ کہ ہر کام پر اس کی آنکھیں لوگوں سے انعام کی منتظر رہیں۔ اس طرح کا بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو وہ کوتاہ فکر ہو جاتا ہے، اور لوگوں کے کاموں کی انجام وہی اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتا، حتی المقدور دوسروں کے کام آنے سے فرار کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اسے کسی انعام یا رشوت کا لالچ دیا جائے۔ یہ ایک بہت بڑی اجتماعی برائی ۔ انعام اتنی مقدار کا ہونا چاہیے کہ وہ انعام یافتہ شخص کی عادت ثانوی نہ بن جائے۔ جب بچہ اچھے کاموں کا عادی ہو جائے تو آہستہ آہستہ انعام و اکرام کا سلسلہ ختم کر دیں اور اسے کاموں کی انجام دہی کر ترغیب دلائی جائے۔ ضروری ہے کہ بچہ آہستہ آہستہ اپنی ذمہ داری پر عمل پیرا ہونے کا عادی ہو جائے تا کہ وہ اس کی انجام دہی سے لذت و خوشی محسوس کرے۔ بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کو امتحان میں سو فیصد نمبر لینے پر انعام دیتے ہیں اور اس ذریعے سے وہ انہیں سبق پڑھنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ ممکن ہے یہ کسی حد تک موثر بھی ہو لیکن اس میں ایک بہت بڑا نقصان بھی ہے وہ یہ کہ یہ پروگرام بچے کے احساس ذمہ داری پر کاری ضرب لگاتا ہے۔ یہ بچے اس لیے پڑھتے ہیں تا کہ اچھے نمبر حاصل کر کے انعام لے سکیں حالانکہ یہ ضروری ہے کہ بچے اپنی ذمہ داری اور مشغولیت کو سمجھ کر پروان چڑھیں۔

اولاد کی تربیت میں محبت کے اثرات

بچوں سے محبت کے بہت سے اثرات و فواید ہیں، جن میں بعض کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے

ا۔ محبت، شادابی و نشاط کا سبب ہے لہٰذا جو والدین اپنے بچوں سے زیادہ محبت کریں گے وہ انہیں زیادہ خوش اور مطمئن رہنے میں مدد کریں گے۔

۲۔ بچے اس طریقے سے یہ سیکھتے ہیں کہ دوسروں سے کیسے محبت کی جائے، جو بچے محبت سے محروم رہتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ جسمی و روحی و روانی اعتبار سے مشکلوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۳۔ محبت سے بچوں میں اعتماد بنفس پیدا ہوتا ہے، جن بچوں میں کانفیڈینس اور اعتماد بنفس پایا جاتا ہے وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے دوسروں کا انتظار نہیں کرتے بلکہ اپنی بلند ہمتی اور مضبوط ارادے کے ساتھ وارد عمل ہو جاتے ہیں اور جب تک ہدف اور مقصد تک نہیں پہنچ جاتے، سعی و کوشش کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ بچوں میں کچھ کرنے کا جزبہ پیدا کرنے والے اسباب میں سے ایک اصول کلی یہ ہے کہ جو بچے محبت پاتے ہیں وہ زیادہ محنت کرتے ہیں اور محبت، تعلیم اور رشد کی خوبیوں کو درک کرتے ہیں۔

۵۔ محبت سے اولاد کی توجہ حاصل کی جا سکتی ہے جس کے نتیجہ میں اولاد والدین پر اعتماد اور اطمینان کرنے لگتی ہے اور ان کی مطیع بن جاتی ہے، اس روش سے بچوں کی تربیت کا زمینہ فراہم ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ انسان خاص طور پر بچے اور نو جوان محبت میں کشش محسوس کرتے ہیں اور خود سے محبت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں انہیں پسند کرتے ہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: "انسان کا قلب وحشی ہوتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کی طرف جھک جاتا ہے"۔

نتیجہ : والدین بچوں سے محبت کا اظہار کریں، بچے ان کی باتوں کو زیادہ توجہ سے سننے اور ماننے لگیں گے۔ والدین محبت کے ذریعہ اپنے بچوں کو نیک اور اچھے کاموں کی طرف راغب و مائل کر سکتے ہیں اور برے کاموں سے روک سکتے ہیں اور یہی وہ راستہ ہے جو انسان کی کمال اور بلندی کی طرف ھدایت کر سکتا ہے۔

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.